REGD. NO. L. 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۹۴ ۔ تار کا پتہ : ڈیلی الفضل ربوہ

شرح چندہ
سالانہ ۲۴ روپے
ششماہی ۱۳ "
سہ ماہی ۷ "
خطبہ نمبر ۵ "

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ
عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ
رجسٹرڈ جمعہ
فی پرچہ ۱۰ نئے پیسے

الفضل ربوہ

۲۶ شعبان ۱۳۸۱ھ

جلد ۵۱/۱۶ ۔ ۲ تبلیغ ۱۳۴۱ ہش ۔ ۲ فروری ۱۹۶۲ء ۔ نمبر ۲۸

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

ربوہ یکم فروری بوقت ۹ بجے صبح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج نو بجے صبح کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ اس وقت طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین اللّٰھم آمین

مقامی مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کے زیر اہتمام

آل پاکستان فضل عمر اوپن بیڈمنٹن ٹورنامنٹ اپنی روایتی شان کے ساتھ شروع ہو گیا

ٹورنامنٹ کے افتتاح کے موقعہ پر گورنر مغربی پاکستان محترم ملک امیر محمد خاں کا خصوصی پیغام

رسم افتتاح محترم سید داؤد احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے ادا فرمائی

ربوہ یکم فروری۔ مقامی مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کے زیر اہتمام کل مورخہ ۳۱ جنوری ۱۹۶۲ء کو لجنہ اماء اللہ کے ہال میں آل پاکستان فضل عمر اوپن بیڈمنٹن ٹورنامنٹ اپنی روایتی شان کے ساتھ شروع ہو گیا۔ اس کا افتتاح ۳½ بجے سہ پہر محترم سید داؤد احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے ایک مختصر خطاب سے فرمایا۔ جو بہت قیمتی نصائح پر مشتمل تھا۔ اس ٹورنامنٹ کے موقعہ پر گورنر مغربی پاکستان محترم ملک امیر محمد خان صاحب نے ایک خصوصی پیغام ارسال فرمایا۔ جو افتتاح سے قبل پڑھ کر سنایا گیا۔ جملہ کھلاڑیوں اور حاضرین نے یہ پیغام اشتیاق اور توجہ کے ساتھ سنا۔ محترم گورنر صاحب کی طرف سے اس حوصلہ افزائی پر جملہ کھلاڑیوں نے خوشی کا نعرہ بلند کیا۔

اس ٹورنامنٹ میں کراچی، لاہور، سیالکوٹ سرگودھا، چنیوٹ اور ربوہ کی ستر سے زائد ٹیمیں حصہ لے رہی ہیں۔ کل میچ کے پہلے روز مجموعی طور پر سترہ میچ کھیلے گئے۔ دس سنگل مقابلوں میں اور سات ڈبل مقابلوں میں۔

ٹورنامنٹ کی افتتاحی تقریب

ٹورنامنٹ کی افتتاحی تقریب ۳½ بجے لجنہ اماء اللہ کے ہال میں شروع ہوئی۔ آغاز کار مجلس مرکزیہ کے مہتمم مقامی مکرم چوہدری عبد العزیز صاحب نے صدر ٹورنامنٹ کمیٹی کی حیثیت سے محترم سید داؤد احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی خدمت میں کرسی صدارت پر تشریف فرما ہو کر افتتاحی تقریب کی کارروائی شروع فرمانے کی درخواست کی۔ آپ کے تشریف فرما ہونے پر تلاوت قرآن مجید سے کارروائی کا آغاز ہوا جو عبد الرشید صاحب سماٹری نے کی۔ بعد ازاں قومی ترانہ پڑھا گیا۔ جو جملہ حاضرین نے احتراماً کھڑے ہو کر سنا۔ بعدہ ٹورنامنٹ کے سکرٹری انیس محمود صاحب نے ٹورنامنٹ کے قواعد و ضوابط پڑھ کر سنائے۔ ازاں بعد ٹورنامنٹ کے سکرٹری اشاعت شاہد احمد صاحب ابن مکرم چوہدری غلام احمد صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی نے محترم ملک امیر محمد خان صاحب گورنر مغربی پاکستان کا ارسال فرمودہ انگریزی پیغام پڑھ کر سنایا (پیغام کے متن کا اردو ترجمہ علیحدہ درج ذیل ہے)

محترم سید داؤد احمد صاحب کا خطاب

ازاں بعد محترم سید داؤد احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے کھلاڑیوں

(باقی دیکھیں صفحہ ۸ پر)

آل پاکستان فضل عمر اوپن بیڈمنٹن ٹورنامنٹ کے موقعہ پر

گورنر مغربی پاکستان ملک امیر محمد خاں کا پیغام

"مجھے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی ہے کہ خدام الاحمدیہ ربوہ فضل عمر بیڈمنٹن ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام عنقریب آل پاکستان اوپن بیڈمنٹن ٹورنامنٹ منعقد کر رہے ہیں۔

جہاں تک بیڈمنٹن کورٹ کے طول و عرض اور اس میں کھلاڑیوں کی محدود نقل و حرکت کا تعلق ہے۔ اس کے پیش نظر بیڈمنٹن ایک بہت پُر مشقت گیم ہے۔ اس لحاظ سے یہ گیم ہمارے نوعمر لڑکوں اور لڑکیوں میں صلاحیتوں کو مجتمع اور مرکوز کرنے کی قوت کو بڑھانے کی ایک مؤثر ترغیب و تحریص کا کام دیتا ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان میں اس گیم کی مقبولیت کو فروغ دینے کے لئے حوصلہ افزائی کے رنگ میں جو کوشش بھی کی جائے۔ وہ اس قابل ہے کہ اس کا خیر مقدم کیا جائے۔

میں اس ٹورنامنٹ کے منتظمین کی کامیابی کا خواہاں ہوں۔"

(ملک امیر محمد خان گورنر مغربی پاکستان)

حج بدل کیلئے انتخاب

جن دوستوں نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں آپ کی طرف سے حج بدل کرنے کے لئے درخواستیں بھجوائی تھیں۔ ان کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ حضرت میاں صاحب مدظلہ العالی نے اس غرض کے لئے مکرم حکیم عبد اللطیف صاحب شاہد گوالمنڈی لاہور کو منتخب فرما لیا ہے۔ احباب کرام دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس انتخاب کو خیر و برکت کا موجب بنائے۔ آمین

شبیر احمد وکیل المال اول تحریک جدید

مکانوں کی تعمیر پر تاون کروڑ روپے خرچ کئے جائیں گے

کراچی یکم فروری۔ دوسرے پنجسالہ منصوبہ کے دوران مکانوں کی تعمیر اور آبادکاری کی سکیموں کے لئے مزید ۲۶ کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ جس سے ان سکیموں کے لئے مخصوص شدہ رقم کی مالیت تاون کروڑ روپے تک پہونچ گئی ہے۔ فیصلہ کیا گیا ہے کہ کم آمدنی والے طبقہ کے لئے ان سکیموں کے تحت تعمیر ہونے والے مکانوں کا تناسب بیس فیصد سے بڑھا کر اسی ۸۰ فیصد کر دیا جائے۔ پروگرام میں سرکاری ملازمین کے مکانوں کی تعمیر کے لئے ۱۴ کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔ اے، ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ

مورخہ ۲ فروری ۶۲ء

مان لینا ہی کافی نہیں بلکہ عمل ضروری ہے

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"یاد رکھو ہماری جماعت اس بات کے لئے نہیں ہے جیسے عام دنیادار زندگی بسر کرتے ہیں۔ نِرا زبان سے کہدیا کہ ہم اس سلسلہ میں داخل ہیں اور عمل کی ضرورت نہ سمجھی۔۔۔ ۔۔۔ پس میں تم سے یہ نہیں چاہتا کہ صرف زبان سے ہی اقرار کرو اور عمل سے کچھ نہ دکھاؤ یہ نکمی حالت ہے۔ خدا تعالیٰ اس کو پسند نہیں کرتا اور دنیا کی اس حالت نے ہی تقاضا کیا کہ خدا تعالےٰ نے مجھے اصلاح کے لئے کھڑا کیا ہے۔ پس اب اگر کوئی میرے ساتھ تعلق رکھ کر بھی اپنی حالت کی اصلاح نہیں کرتا اور عملی قوتوں کو ترقی نہیں دیتا بلکہ زبانی اقرار ہی کو کافی سمجھتا ہے۔ وہ گویا اپنے عمل سے میری عدم ضرورت پر زور دیتا ہے پھر تم اگر اپنے عمل سے ثابت کرنا چاہتے ہو کہ میرا آنا بے سود ہے تو پھر میرے ساتھ تعلق کرنے کے کیا معنے ہیں؟ میرے ساتھ تعلق پیدا کرتے ہو تو میری اغراض و مقاصد کو پورا کرو اور وہ یہی ہیں کہ خدا تعالیٰ کے حضور اپنا اخلاص اور وفاداری دکھاؤ اور قرآن شریف کی تعلیم پر اسی طرح عمل کرو جس طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کر کے دکھایا اور صحابہؓ نے کیا۔ قرآن شریف کے صحیح منشاء کو معلوم کرو اور اس پر عمل کرو خدا تعالےٰ کے حضور اتنی ہی بات کافی نہیں ہو سکتی کہ زبان سے اقرار کر لیا اور عمل میں کوئی روشنی اور سرگرمی نہ پائی جاوے۔ یاد رکھو کہ وہ جماعت جو خدا تعالےٰ قائم کرنی چاہتا ہے وہ عمل کے بدوں زندہ نہیں رہ سکتی۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۳۷۰)

ہر احمدی دوست کو چاہیئے کہ وہ ان الفاظ کو حرزِ جان بنا لے۔ جیسا کہ ظاہر ہے محض اصولوں کو جان لینا اور ان کو صحیح مان لینا کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ اسلام ایک ایسا دین ہے جس نے ہمیں نہ صرف اصول دئے ہیں بلکہ ان اصولوں پر عمل کرنے کے ذرائع بھی بتائے ہیں اور نہ صرف ذرائع بتائے ہیں بلکہ عملی زندگی میں ان اصولوں کو بروئے کار لا کر ایک بہترین نمونہ بھی اسوہ حسنہ رسول اللہؐ کی صورت میں ہمارے سامنے رکھا ہے۔

یہی نہیں بلکہ جیسا کہ ہم اپنے گذشتہ اداریہ میں ذکر کر چکے ہیں اللہ تعالیٰ نے دین کے اصول تفصیل کے ساتھ قرآن کریم کی صورت میں ہم کو دئیے ہیں۔ جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قرآن کریم میں ہر شئے (دین) کی تفصیل دی گئی ہے۔ تفصیلاً لکل شیءٍ (سورہ انعام ۱۵۵) اور وکل شیءٍ فصلناہ تفصیلاً (سورہ بنی اسرائیل ۱۳) پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پاک صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسوہ حسنہ کے ذریعہ ان اصولوں پر عمل کرنا بھی سکھایا ہے۔ جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے آپؐ کی سیرت کے متعلق فرمایا ہے کہ آپ کا خلق القرآن ہے۔ یعنی آپ نے نہ صرف اللہ تعالیٰ کا کلام ہی ہم تک پہنچایا بلکہ آپ کے کردار میں ان تعلیمات کو اجاگر کر کے دکھایا ہے۔

پھر جہاں اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم کی تعلیمات کو اصل صورت میں قائم رکھنے کے لئے سامان بہم پہنچائے اور اس کی لفظی حفاظت کی ہے وہاں اللہ تعالےٰ نے سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عمل بالقرآن کو قائم رکھنے کے لئے بھی سامان فرمائے۔ نہ صرف سنت اور حدیث کے ذریعہ ایسا کیا گیا ہے بلکہ جیسا کہ حدیث مجدد دین سے واضح ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ہر صدی میں اپنی طرف سے مجدد دین کو مبعوث فرمایا ہے۔ جو اسوہ حسنہ رسول اللہؐ کو اپنے کردار میں اجاگر کرتے ہیں۔ اس تمام سلسلہ سے جو دین کو دنیا میں مستحکم کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے قائم کیا ہے۔ واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بس دین کے اصول دے کر نہیں رہ گیا بلکہ اس نے انسانوں کی راہنمائی کے لئے تمام وہ سامان اور بندوبست کیا ہے جو اس کی سچائیوں کو نہ صرف باحسن طریق دنیا میں پیش کرے بلکہ ان کو اچھی طرح مستحکم کرے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ جب حکومت کوئی قانون بناتی ہے تو اس قانون کو بروئے کار لانے کے لئے کئی طرح کے بندوبست بھی کرتی ہے۔ وہ قواعد مرتب کرتی ہے۔ جن کے مطابق اس قانون کو نافذ کرنے کے لئے عملہ مقرر کیا جاتا ہے۔ قانون کو نہ صرف مشتہر کرتی ہے بلکہ وہ تمام اقدام کرتی ہے جن سے اس قانون کا پورا پورا نفاذ ہو سکے۔ چنانچہ جب وہ یہ قانون بناتی ہے کہ مجرموں کو سزا دی جائے گی تو نہ صرف وہ اس قانون کو مشتہر کرنے کے لئے گزٹ میں شائع کرتی ہے بلکہ وہ اس کے نفاذ کے لئے عدالتیں بھی مقرر کرتی ہے اور جب تک وہ قانون جاری و ساری رہتا ہے پے در پے ایسا کرتی رہتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ نے اسلامی اصولوں کے نفاذ کے لئے ایک نظام قائم کیا ہوا ہے چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اوپر کے حوالہ میں جو یہ فرمایا ہے کہ

"دنیا کی اس حالت نے ہی تقاضا کیا کہ خدا تعالےٰ نے مجھے اصلاح کے لئے کھڑا کیا ہے۔"

جیسا کہ آپ کے مندرجہ بالا کلام سے واضح ہے۔ دنیا نے تعلیمات اسلام پر عمل کرنا چھوڑ رکھا ہے۔ اور آپ کو اللہ تعالےٰ نے سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو از سرِ نو اجاگر کرنے کے لئے آپ کو مبعوث فرمایا ہے۔ تاکہ آپ اسی طرح جس طرح سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قرآن پر عمل کر کے دکھایا۔ آپ ہی کے فیضان سے اسی طرح آپ کی تقلید میں ان تعلیمات پر عمل کا اپنے اعمال کے ذریعہ ہمارے سامنے نمونہ رکھیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجددین کا سلسلہ قائم ہی اس لئے کیا ہے کہ مجددین آ کر سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ پیش کریں تاکہ دین اسلام کے قائم کرنے کے لئے اسی طرح اولاالعزم [?] کے لوگ پیدا ہوں جیسا کہ صحابہ کرامؓ ہوئے ہیں۔ چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی بات کو واضح کرنے کے لئے محولہ بالا عبارت میں فرمایا ہے کہ

"قرآن شریف کی تعلیم پر اسی طرح عمل کرو جس طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کر کے دکھایا اور صحابہ نے کیا"

جماعت احمدیہ کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ کے حکم سے قائم کیا ہے۔ اور جماعت کا ہر فرد جو بیعت میں داخل ہوتا ہے۔ اس بات پر متکلف ہے کہ وہ آپ کے نمونہ پر عمل کرے۔ اور نہ صرف اپنے عقائد درست کرے اور زبانی اقرار کرے بلکہ قرآنی تعلیمات کو زیر عمل لائے۔ محض یہ کہنا کہ میں احمدی ہوں بغیر عمل کے کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ اس لئے ہماری جماعت کے ہر فرد کا فرض ہے کہ وہ قرآنی تعلیمات پر اسی طرح عمل کرے۔ جس طرح صحابہ کرام نے کر کے دکھایا۔ ورنہ جماعت میں شمولیت کا کوئی مطلب نہیں ہے۔

رمضان المبارک میں لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے زیر اہتمام

تعلیم القرآن کا اجراء

حسب سابق اس سال بھی انشاء اللہ تعالیٰ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے شعبہ تعلیم کے ماتحت رمضان کے مہینہ میں تعلیم القرآن کلاس لگائی جائے گی۔ جس کا کورس مندرجہ ذیل ہوگا۔

۱۔ قرآن کریم کے ابتدائی دو سیپارے مع ترجمہ اور معمولی تفسیر۔
۲۔ حدیث کی کتاب نبراس المومنین۔
۳۔ کلام کی کتاب۔ دعوت الامیر۔
۴۔ فقہ کی کتاب۔ فقہ احمدیہ حصہ اوّل۔
۵۔ عربی کی کتاب حصہ اوّل۔
۶۔ سیرت و تاریخ کی کتاب سلسلہ احمدیہ اور کتاب سیرت مسیح موعودؑ۔

قیام و طعام کا انتظام لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے ذمہ ہوگا۔ موسم کے مطابق بستر اور کپڑے ہمراہ لائیں۔ کتابیں اور کاپیاں بھی ساتھ لائیں جن بہن کو اردو لکھنا پڑھنا بخوبی آتا ہو اور قرآن مجید ناظرہ آتا ہو وہ بہن شامل ہو سکتی ہیں۔

(سیکرٹری شعبہ تعلیم لجنہ اماء اللہ مرکزیہ)

شیخ محمد احمد صاحب پانی پتی کی المناک وفات

قوم و ملک کیلئے گراں قدر علمی خدمات کی ایک جھلک

مسعود احمد دہلوی رکن ادارۂ الفضل

اس المناک حقیقت پر روح مضطرب اور دل بے چین ہے کہ وہ رفیقِ کار اور محب خاص جو نیک فطرت اور فطری شرافت کا زندہ مجسمہ تھا۔ جو علم و فضل سے بہرہ ور ہونے کے باوجود عاجزی و انکساری اور ہیچمدانی میں ہم عمر ساتھیوں اور نوجوانوں کے لئے ایک نمونہ تھا۔ جو صبر و شکر، بے نفسی اور انتھک محنت کے نمایاں اوصاف کی وجہ سے اپنے حلقۂ احباب میں اپنا جواب نہ رکھتا تھا۔ جس نے چند سال کے اندر اندر درجنوں عربی کتب اردو میں ترجمہ کر کے علمی و ادبی حلقوں میں اپنی لیاقت اور فن ترجمہ میں اپنی دسترس و مہارت کا سکہ بٹھا دیا تھا، ابھی ۳۳ ویں سال میں ہی تھا کہ ۹ جنوری ۱۹۶۲ء کو داعیٔ اجل کو لبیک کہہ کر عالمِ جاودانی کی طرف سدھار گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مرنا برحق ہے اور کسی کو بھی موت سے مفر نہیں اور کون ہے جو مشیّتِ ایزدی کے آگے دم مار سکے لیکن ایک ایسے قابل رشک نوجوان کی موت، جس سے علمی میدان میں بہت سی امیدیں وابستہ ہوں اور جس کی شاندار اٹھان بشرطِ حیات ایک درخشندہ مستقبل کا پتہ دیتی ہو، روح میں اضطراب اور دل میں درد پیدا کئے بغیر نہیں رہتی۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ محمد احمد پانی پتی کی بے وقت وفات اُن تمام لوگوں پر بہت شاق گزری ہے جنہوں نے اُس کو قریب سے دیکھا تھا اور جو اُس کے اوصاف اور علمی صلاحیتوں سے اچھی طرح واقف تھے۔ محمد احمد ایک دُبلا پتلا اور منحنی انسان تھا لیکن اُس میں بلا کی طاقت پوشیدہ تھی۔ وہ محنت کرنا جانتا تھا اور یہ بھی جانتا تھا کہ محنت کے بل بوتے پر بڑے سے بڑا کام سرانجام دیا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ انسان جان کی بازی لگا دے۔ محمد احمد نے جان کی بازی لگا دی اور بتا دیا کہ وہ ناطاقتی اور جسمانی کمزوری کے باوجود علمی لحاظ سے کارہائے نمایاں سرانجام دینے کی پوری صلاحیت رکھتا تھا۔ اس کی یہ غیر معمولی صلاحیت ہی تھی کہ جس نے ملک کے نامور نقادوں اور بلا استثناء تمام علمی اور دینی حلقوں کو اسے خراجِ تحسین پیش کرنے پر مجبور کیا اور انہوں نے ایسے ایسے شاندار الفاظ میں اس کے علمی کارناموں کو سراہا کہ جو ہمیشہ یادگار رہیں گے۔

الفضل کے ساتھ وابستگی

برادرم شیخ محمد احمد صاحب پانی پتی سے یوں تو میں عرصہ دراز سے واقف تھا لیکن ان سے قریبی تعلق اُس وقت قائم ہوا کہ جب وہ ۱۹۵۱ء میں جامعہ احمدیہ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد "الفضل" کے عملۂ ادارت میں شامل ہوئے ہر چند کہ لیاقت کا جوہر ان میں موجود تھا لیکن تھا ابھی مخفی۔ البتہ دلوں کو موہ لینے والی شرافت و نجابت، خوش خلقی، منکسر المزاجی ان میں کُوٹ کُوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ ان کی خاموش طبیعت اور چہرے پر مسکراہٹ کے ساتھ ساتھ عجیب معصومیت اور ایک گونہ مظلومیت کا عالم ہر انسان کو ان کے ساتھ احترام سے پیش آنے پر مجبور کر دیتا تھا۔ شروع شروع میں وہ کچھ دبے دبے سے رہے۔ لیکن جوں جوں وقت گزرتا گیا ان کے جوہر کھلتے اور وہ سب کے دلوں پر چھاتے چلے گئے۔ کام پر کچھ اس طرح حاوی ہو گئے کہ عملۂ ادارت کے ایک ایک رکن کو ان پر کسی نہ کسی اعتبار سے رشک آنے لگا۔ دفتر ایڈیٹر الفضل کے جملہ کارکنان کیا عملۂ ادارت کے ارکان، کیا خوش نویس صاحبان اور کیا مددگار کارکن سب کے دلوں میں ان کے لئے محبت اور احترام کے جذبات موجزن تھے۔ بعض نامساعد حالات کی بناء پر ۱۹۵۴ء کے اوائل میں انہیں عملۂ ادارت سے علیحدہ ہونا پڑا۔ ان کی اس علیحدگی پر سب کارکنان کے دل افسردہ و غمگین تھے۔ وہ بے شک چلے گئے لیکن محبت و اخوت اور اخلاص و مودت کے تعلق میں ذرہ بھر بھی فرق نہ آیا۔ جب کبھی لاہور سے ربوہ آتے تو دفتر الفضل میں ضرور تشریف لاتے اور ایک ایک ساتھی سے مل کر بہت خوش ہوتے اور گھنٹوں بیٹھ کر بیتے ہوئے دنوں کی یاد تازہ کرتے، خود خوش ہوتے اور سب کے دلوں کو خوشی سے معمور کر دیتے۔ الفضل میں انہوں نے رپورٹنگ اور خبروں کی ایڈیٹنگ کے علاوہ بعض انگریزی تراجم اور نہایت قابل قدر مضامین شائع کئے۔ اور مضامین کا سلسلہ تو الفضل سے علیحدگی کے بعد بھی جاری رہا۔ اور آخر دم تک جاری رہا۔ حتیٰ کہ ان کا ایک قیمتی مضمون جو انہوں نے وفات سے کچھ عرصہ قبل ارسال کیا تھا ان کی وفات کے بعد ۱۲ جنوری ۱۹۶۲ء کے الفضل میں شائع ہوا۔

عربی کتب کے تراجم اور انکی مقبولیت

۱۹۵۴ء کے اوائل میں الفضل سے علیحدگی کے بعد انہوں نے اسلامی تاریخ پر نامور عرب مصنفین کی عربی کتب کے تراجم کے لئے اپنی زندگی وقف کر دی۔ اور اس بارہ میں وہ شغف اور انہماک دکھایا کہ دن اور رات اسی میں مشغول رہ کر درجنوں کتابوں کا جن میں سے بعض قریباً آٹھ آٹھ سو صفحات پر مشتمل تھیں اردو میں ترجمہ کر ڈالا۔ جوں جوں یہ کتابیں شائع ہو ہو کر منظر عام پر آئیں۔ علمی ادبی اور دینی حلقوں میں ان کی شہرت پھیلتی چلی گئی۔ اور ملکی اخبارات نے ان کے تراجم پر ایسے ایسے شاندار تبصرے اور نوٹ شائع کئے جو ہمیشہ یادگار رہیں گے۔ ان سب کتب کا ترجمہ اتنا بامحاورہ اتنا شگفتہ اور اتنا دلنشیں ہے اور اُس میں اس غضب کی سلاست اور روانی پائی جاتی ہے کہ قاری کو ایک لمحہ کے لئے بھی یہ شبہ نہیں گزرتا کہ وہ کسی کتاب کا ترجمہ پڑھ رہا ہے۔ بلکہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ کتاب اردو میں ہی تصنیف کی گئی ہے۔ اردو ادب میں انہیں جو دسترس اور ترجمہ کے فن میں جو کمال حاصل تھا ملک کے علمی و ادبی حلقے اس پر داد دیئے بغیر نہ رہ سکے۔ چنانچہ مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر بعض اخبارات اور اہل علم حضرات کے تبصروں کے اقتباسات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

(۱) ان کی ایک کتاب "الحسین" پر تبصرہ کرتے ہوئے روزنامہ "امروز" لاہور نے لکھا

"الحسین" حضرت امام حسین کی سوانح عمری ہے، اس کے مصنف عمر ابو النصر ہیں اور شیخ محمد احمد پانی پتی نے اسے اردو میں منتقل کیا ہے۔ ترجمہ نہایت معیاری رواں اور بامحاورہ ہے اور کسی ایک فقرہ سے بھی یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ہم کسی کتاب کا ترجمہ پڑھ رہے ہیں۔"

(امروز ۲۲ اگست ۱۹۵۵ء)

اور روزنامہ تعمیر راولپنڈی نے لکھا۔

"الحسین" عربی کے نامور ادیب عمر ابو النصر کی مشہور تصنیف کا ترجمہ ہے شیخ محمد احمد پانی پتی نے حسن خوبی اور محنت سے ترجمہ کیا ہے اس کی جس قدر تعریف کی جائے کم ہے۔ ترجمہ اس قدر سلیس، بامحاورہ، اور رواں ہے کہ پڑھنے کے دوران میں کبھی یہ احساس نہیں ہوتا کہ عبارت ترجمہ ہے مترجم کے کمال کا یہ واضح ثبوت ہے۔"

(تعمیر ۲۹ اگست ۱۹۵۵ء)

اور ہفت روزہ "حمایت اسلام" لاہور نے تحریر کیا:۔

"اس کے مترجم شیخ محمد احمد پانی پتی نے بڑی محنت اور احتیاط سے ترجمہ کیا ہے۔ زبان ستھری اور نکھری ہوئی بڑی سلیس اور بامحاورہ ہے۔ فقرے نہایت چست۔ انداز تحریر بہت شگفتہ اور رواں۔ کسی جگہ ترجمہ کا گمان نہیں ہوتا اور ہر جگہ اصل کتاب کا رنگ قائم ہے۔"

(حمایت اسلام ۲۳ ستمبر ۱۹۵۵ء)

اور مشہور علمی رسالہ، ماہنامہ "برہان" دہلی نے جو ندوۃ المصنفین دہلی کی طرف سے مولانا سعید احمد اکبر آبادی ایم۔ اے پرنسپل مدرسہ عالیہ کلکتہ کی سرپرستی میں شائع ہوتا ہے نے لکھا

"محمد احمد صاحب (پانی پتی) نے اس کو اردو کا جامہ اس خوبی سے پہنایا ہے کہ ترجمہ بالکل ترجمہ معلوم نہیں ہوتا۔ پھر زبان اور طرزِ بیان بھی بہت سلجھا ہوا اور شستہ ہے۔"

(برہان دہلی مارچ ۱۹۵۶ء)

حتیٰ کہ اردو زبان کے نامور ادیب اور نہایت درجہ بلند پایہ نقاد علامہ نیاز فتحپوری جو اپنے علم و فضل اور تبحر علمی کی وجہ سے برصغیر پاک و ہند کے علمی اور ادبی حلقوں میں بہت اونچا مقام رکھتے ہیں ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کرنے پر مجبور ہو گئے۔

"ترجمہ شیخ محمد احمد پانی پتی کا ہے اور خوب ہے۔"

(نگار لکھنؤ نومبر ۱۹۵۵ء)

(۲) "الحسین" محمد احمد پانی پتی کا پہلا ترجمہ تھا جو مکتبہ جدید انارکلی لاہور نے شائع کیا تھا اس پہلی کوشش پر ہی برصغیر پاک و ہند کے علمی اور ادبی حلقوں نے انہیں جن شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا وہ تبصروں کے مندرجہ بالا اقتباسات سے ظاہر ہے اس کے بعد جب اسلامی تاریخ پر عرب مصنفین کی بڑی بڑی ضخیم کتابوں کے تراجم ملک کے دیگر نامور اشاعتی اداروں کی طرف سے زیور طباعت سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آئے تو علمی اور ادبی حلقوں میں ایک شور پڑ گیا اور اخبارات نے محمد احمد پانی پتی کی علمی اور فنی صلاحیتوں کو اس طور سے سراہا کہ جو ان کی چھوٹی عمر کے اعتبار سے حالیہ زمانے میں اپنی مثال آپ ہے۔ چنانچہ "خلفائے محمدؐ" نامی کتاب پر جو بڑی تقطیع کے ۸۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ تبصرہ کرتے ہوئے روزنامہ "ہلال پاکستان" لاہور نے لکھا:۔

"اس کتاب کے مترجم شیخ محمد احمد پانی پتی ہیں جنہوں نے ایسی عمدگی، ایسی سلاست، اور ایسی روانی کے ساتھ ترجمہ کیا ہے کہ قطعاً ترجمہ معلوم نہیں ہوتا اور یہی خیال ہوتا ہے کہ یہ کتاب پوری فصاحت اور بلاغت کے ساتھ اردو ہی میں لکھی گئی ہے اگر عربی مصنف کا نام ساتھ نہ ہوتا تو ہم بھی بالکل محسوس نہ کر سکتے کہ یہ کتاب ترجمہ ہے"۔

(ہلال پاکستان ۴ جون ۱۹۵۶ء)

اور سابق جماعت اسلامی کے ترجمان روزنامہ "تسنیم" لاہور نے اسی ترجمے کا ذکر کرتے ہوئے لکھا:۔

"مصنف (عمر ابو النصر) کے اسلوب نگارش نے کتاب کو ایک دلکش ادبی جامہ پہنا دیا ہے اور فاضل مترجم نے ترجمہ میں اس دلکشی کو قائم رکھنے کی پوری اور کامیاب کوشش کی ہے ترجمہ نہایت شستہ اور رواں ہے اور زبان بے حد شگفتہ اور دلفریب ہے"۔

(تسنیم یکم جون ۱۹۵۶ء)

اور ماہنامہ "تعمیر انسانیت" لاہور نے "خلفائے محمدؐ" پر ہی تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:۔

"فاضل مصنف نے سیرت کیا لکھی ہے تاریخ کے نام پر ادب و انشاء کے موتی رولے ہیں۔۔۔۔۔۔ جناب شیخ محمد احمد نے ترجمہ کا حق ادا کر دیا ہے بلکہ ظلم ہوگا اگر ہم یہ اعتراف نہ کریں کہ ترجمہ پہ اصل کا شبہ ہوتا ہے۔ ترجمہ پن تو اس میں نام کو نہیں بہت سلیس اور میٹھی زبان استعمال کی گئی ہے"

(تعمیر انسانیت جولائی و اگست ۵۶ء)

اور ہفت روزہ "لاہور" لاہور نے "خلفائے محمدؐ" پر تبصرہ کرتے ہوئے فاضل مترجم کو ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا۔

"زیر بحث کتاب کی ایک اور صفت (جس کا وضاحت ذکر نہ کرنا میرے خیال میں بد ذوقی ہوگی) اس کا سلیس اور روزمرہ محاورہ کی کسوٹیوں پر پاؤ تولہ پورا اترنے والا دلنشیں اردو ترجمہ ہے جس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ مترجم نے ترجمہ کرتے وقت مصنف کی لازمی احتیاطوں کو کہیں "سبوتاژ" نہیں کیا بلکہ جہاں جہاں بھی اصل کتاب میں اس نے دانستہ غیر جذباتی اور دو ٹوک زبان استعمال کی تھی مترجم نے بھی ترجمہ کرتے وقت اردو ترجمہ کو خواہ مخواہ جذباتی استعاروں اور تشبیہوں سے ملوث نہیں ہونے دیا یہی ایک کامیاب اچھے اور ثقہ مترجم کی خوبی ہوتی ہے"۔

(ہفت روزہ لاہور ۱۸ جون ۱۹۵۶ء)

(۳) اس کے بعد بہت جلد وہ وقت آیا کہ کسی ترجمہ پر "شیخ محمد احمد پانی پتی" کا نام اس ترجمہ کے معیاری اور مستند ہونے کی ضمانت سمجھا جانے لگا اور وہ خود ترجمہ کے میدان میں authority اور سند تسلیم کئے جانے لگے چنانچہ اگلے ہی سال یعنی ۱۹۵۷ء میں جب محمد حسین ہیکل وزیر تعلیم مصر کی کتاب "ابوبکرؓ" کا ترجمہ مکتبہ جدید لاہور کی طرف سے شائع ہوا تو روزنامہ "امروز" لاہور نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:۔

"اس کے مصنف مصر کے نامور مورخ ادیب اور صحافی ڈاکٹر محمد حسین ہیکل مرحوم ہیں اور شیخ محمد احمد پانی پتی نے اسے عربی سے اردو میں منتقل کیا ہے شیخ صاحب کے متعدد تراجم شائع ہو چکے ہیں اور بیشتر پر امروز میں تبصرے بھی لکھے جا چکے ہیں اسی لئے ان کی زبان کی صحت اور سلاست اور اصل مفہوم کو بے تکلفی اور ذمہ داری کے ساتھ اردو کا لباس پہنانے کے بارے میں کچھ کہنا لاحاصل ہے"

(امروز ۳۰ جون ۱۹۵۷ء)

اسی کتاب پر ہفت روزہ چٹان لاہور نے تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:۔

"مستند ہونے کے ثبوت میں یہی کہہ دینا کافی ہے کہ اس کے مصنف عالم اسلام کے عظیم المرتبت نامور مورخ ڈاکٹر محمد حسین ہیکل مصری مرحوم ہیں۔ شیخ محمد احمد پانی پتی نے اسے اردو کا لباس پہنا کر ترجمہ میں تصنیف کا رنگ بھر دیا ہے"

(چٹان ۲۴ جون ۱۹۵۷ء)

(۴) بعض اخبارات اور اہل علم حضرات تو تراجم کے بلند معیار اور مترجم کی فن کارانہ صلاحیت سے اس درجہ متاثر ہوئے کہ انہوں نے فنکارانہ صلاحیتوں کو خراج تحسین پیش کرنے کے ساتھ ساتھ انتہائی کامیاب تراجم پیش کرنے پر مکرم شیخ محمد احمد صاحب پانی پتی کو ہر طور مبارکباد کا مستحق گردانا چنانچہ ماہنامہ "طلوع اسلام" لاہور نے "ابوبکرؓ" نامی کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:۔

"ترجمہ شگفتہ ہے اور ترجمہ معلوم نہیں ہوتا۔ ہم اس ترجمہ کی کامیابی پر محمد احمد صاحب کو قابل مبارکباد سمجھتے ہیں"

(طلوع اسلام جولائی ۱۹۵۷ء)

اسی طرح "معاویہ بن ابوسفیان" نامی کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے "نیا دور کراچی" نے لکھا:۔

"ترجمہ بہت صاف اور رواں اور شگفتہ ہے۔ کتاب پڑھتے ہوئے محسوس ہوتا ہے کہ لائق مترجم نے عربی محاورہ کو قائم رکھ کر اردو میں صفائی اور روانی پیدا کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے بہر کیف ترجمہ بہت خوب ہے اور مولانا محمد احمد پانی پتی تحسین کے مستحق ہیں"۔

(نیا دور کراچی شمارہ ۱۱، ۱۲)

اردو ادب کے نامور ادیب اور بلند پایہ مؤلف و مصنف مولانا رئیس احمد صاحب جعفری نے داد و تحسین اور مبارکباد کا ایک نیا اسلوب اختیار کیا اور وہ یہ کہ انہوں نے کمال درجہ حوصلہ افزائی اور قدر دانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک کتاب کے اردو ترجمہ کے بعض مقامات کو قابل رشک قرار دیا چنانچہ آپ نے "ابوبکرؓ" نامی کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے ماہنامہ ثقافت لاہور میں رقم فرمایا:۔

"اس کتاب کا ترجمہ محمد احمد صاحب پانی پتی نے کیا ہے جو اس سے قبل نہایت کامیابی کے ساتھ کئی کتابوں کا ترجمہ کر چکے ہیں۔ پانی پتی صاحب کے اس ترجمہ کے بعض مقامات پر تو رشک کرنے کو جی چاہنے لگتا ہے واقعہ یہ ہے کہ ترجمہ اتنا شستہ اور رواں ہے کہ ترجمہ پن ذرا بھی محسوس نہیں ہوتا"۔

(ثقافت ستمبر ۱۹۵۷ء)

(۵) جب بیسیوں کتابیں ترجمہ ہو کر منظر عام پر آ گئیں اور اسلامی تاریخ پر جدید عربی لٹریچر کا ایک بڑا حصہ اس طرح اردو میں منتقل ہو کر اردو دان طبقہ کے لئے عام ہو گیا تو اخبارات نے اسے ایک قومی خدمت قرار دیا اور اسے ایک کارنامہ کے طور پر قوم کے سامنے پیش کیا چنانچہ روزنامہ "امروز" نے لکھا:۔

"شیخ محمد احمدؐ پانی پتی نے حسب معمول ترجمہ کے معاملہ میں بڑے سلیقہ کا ثبوت دیا ہے وہ اس لحاظ سے بھی ہمت افزائی کے مستحق ہیں کہ گو ہمارے ہاں عربی زبان کے عالموں کی کمی نہیں لیکن کسی کو کبھی بھولے سے بھی خیال نہ آیا کہ عربی زبان کے وقیع ادب کو اردو میں منتقل کر لیا جائے شیخ صاحب نے یہ سلسلہ شروع کر کے بڑا کام کیا ہے"

(امروز ۲۳ اپریل ۱۹۵۶ء)

اسی طرح ماہنامہ "چراغ راہ" کراچی نے لکھا:۔

"آزادی کے بعد ہماری ادبی دنیا میں عربی سوانح و تاریخ کی کتب کے تراجم شائع کرنے کا رجحان کافی مقبول ہوا ہے ان میں سے بیشتر کتب شیخ محمد احمد صاحب پانی پتی نے ترجمہ کی ہیں ان کی زبان رواں اور زوردار ہے ان کے تراجم کو دیکھ کر کوئی نہیں جان سکتا کہ یہ کسی دوسری زبان کا ترجمہ ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہیں عربی زبان پر کافی دسترس ہے"۔

(چراغ راہ اپریل ۱۹۵۸ء)

الغرض علمی و ادبی حلقوں میں شیخ محمد احمد پانی پتی نے اپنی لیاقت کا لوہا منوایا۔ نامور نقادوں اور اہل علم حضرات سے خراج تحسین حاصل کیا اور بیسیوں کتابیں عربی سے اردو میں ترجمہ کر کے جدید عربی ادب کو اردو کے قالب میں ڈھالنے کے سلسلہ میں وہ کارنامہ سرانجام دیا کہ جسے ملک کے اہل علم طبقے نے ایک زبردست قومی خدمت قرار دیا۔

(باقی صفحہ ۷ پر)

مشرقی افریقہ میں تبلیغ اسلام

اعلان آزادی پر دعوت عصرانہ اور اجتماعی دعا۔ تعلیم و تربیت۔ تبلیغی دورے۔ لٹریچر کی اشاعت

(از مکرم چوہدری عنایت اللہ صاحب (بتوسط وکالت تبشیر ربوہ)

بفضلہ تعالیٰ ماہ زیر رپورٹ میں اس عاجز نے اور معلم محمود عبداللہ صاحب نے مل کر کام کیا جماعت کے اکثر افریقن احباب بھی تقسیم لٹریچر فروخت لٹریچر اور تبلیغ کے میدان میں آنریری مبلغین کی طرح کام کرتے رہے۔ ڈاکٹر محمود احمد صاحب ظفر نے اپنے خرچ پر ایک سو افراد کو تبلیغی لٹریچر بھجوایا جو وہ گذشتہ کئی ماہ سے باقاعدہ بھجوا رہے ہیں۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

قریباً ۱۲۰ میل کا سفر کر کے چار سو سے زائد پمفلٹ تقسیم کئے اور ۵۶۰ افراد کو تبلیغ کی۔ کام کی کسی قدر تفصیل درج ذیل ہے:

تعلیم و تربیت

ہفتہ میں چھ دن نماز فجر کے بعد سواحیلی زبان میں درس قرآن کریم اور نماز مغرب کے بعد حدیث شریف کا درس دیتا رہا۔ ٹبورا گورنمنٹ سیکنڈری سکول میں ہفتہ میں دو مرتبہ طلبہ کو دینیات پڑھاتا رہا۔ لجنہ اماء اللہ کے تربیتی اجلاس ہر جمعہ کے دن ہوتے رہے۔ دو بار عاجز نے لجنہ اماء اللہ کے لئے سواحیلی اور اردو زبانوں میں قرآن کریم کا درس دیا۔

تنظیم

جماعت احمدیہ ربوہ ٹبورا کے عہدیداران جماعت کے ساتھ مل کر جماعت کا ایک سال کا پروگرام مرتب کیا۔ جماعت احمدیہ ٹانگانیکا کی ترقی کے سلسلہ میں جماعت کی میٹنگ بلا کر مناسب پروگرام بنایا اور احباب کو مناسب مشورے دئیے۔

پراونشل ایجوکیشن افسر صاحب، ڈسٹرکٹ کمشنر صاحب، پراونشل کمشنر صاحب اور دو چیفوں کو مل کر بعض ضروری مشورے کئے اور معلومات حاصل کیں۔

مکرم شیخ امری عبیدی صاحب کا ورود

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مبلغ دارالسلام کے میئر اور ٹانگانیکا لیجسلیٹو کونسل کے رکن مکرم شیخ امری عبیدی صاحب کسی کام کے سلسلہ میں دارالسلام سے اپنے وطن کگوما تشریف لے جا رہے تھے۔ ریلوے سٹیشن پر افریقن لیڈر اور دوست انہیں ملنے کے لئے موجود تھے۔ عاجز نے احباب جماعت کے ساتھ ان سے ملاقات کی اور واپسی پر چند دنوں کے لئے ٹبورا ٹھہرنے اور ہماری ایک تقریب میں شمولیت کی دعوت دی۔

اسی طرح ان کی ٹبورا سے دارالسلام واپسی پر بھی احباب جماعت اور دوسرے معززین شہر کے ساتھ انہیں ریلوے سٹیشن پر الوداع کہا۔

اعلان آزادی پر ٹی پارٹی اور تقاریب

حکومت برطانیہ کی طرف سے کولونیل سیکرٹری صاحب نے دارالسلام تشریف لا کر اس بات کا اعلان کیا کہ ٹانگانیکا کو یکم مئی سال رواں کو داخلی آزادی اور ۹ دسمبر ۱۹۶۱ء کو مکمل آزادی دیدی جائے گی۔ عاجز نے اور جماعتہائے احمدیہ نے آنریبل وزیر اعظم اور دوسرے ممتاز ملکی راہنماؤں کو مبارکباد کے خطوط لکھے۔

۲۲ اپریل ۱۹۶۱ء کو جماعت احمدیہ ٹبورا کے زیر انتظام مسجد الفضل کے ساتھ ملحقہ باغیچہ میں اعلان آزادی پر خداوند کریم کا شکر بجا لانے اور دعا کے لئے ٹی پارٹی اور تقریروں کا پروگرام بنایا گیا۔ مذہبی، سوشل اور سیاسی جماعت کے لیڈروں کے علاوہ تمام شیوخ و معلمین شہر اور حکومت کے تمام اداروں کے نمائندہ ڈسٹرکٹ کمشنر مسٹر گرانٹ اور پراونشل ایجوکیشن افسر مسٹر لنگلڈام ہاکنز اور ان کی اہلیہ صاحبہ بھی تشریف لائیں۔ حاضری خوشکن تھی۔

الحاج تو ہو معلم یوسف ومبا صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ ٹبورا کے زیر صدارت جلسہ کا پروگرام شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم معلم علی عبیدی صاحب نے کی جس کے بعد مکرم جناب شیخ امری عبیدی صاحب نے اپنے خاص اور مؤثر انداز میں سواحیلی زبان میں تقریر کی جس میں غلامی کی اقسام بیان کرنے کے علاوہ غلامی کی مجبوریوں اور آزادی کی برکات پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ نیز غیر افریقن حاضرین کو یقین دلایا کہ ٹانگانیکا کے افریقن تنگ دل اور تنگ نظر نہیں۔ اور یہ کہ ہماری حکومت کسی غیر ملکی پر ظلم و زیادتی برداشت نہیں کرے گی۔

بالآخر اس عاجز نے سواحیلی زبان میں تقریر کی اور سورۃ مائدہ کی آیت وَاِذْ قَالَ مُوسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ..... تلاوت کر کے حاضرین کو بتایا کہ روحانی نعماء میں سب سے بڑی نعمت نبوت اور دنیوی نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت بادشاہت ہے۔ ہمارے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تو بارش کا ایک قطرہ بھی زبان پر لے کر فرمایا کرتے تھے کہ یہ میرے رب کی تازہ نعمت ہے تو ہمیں جو حضور کی امت ہیں خدا تعالیٰ کا کس قدر شکر گذار ہونا چاہئیے کہ اس نے ہمیں آزادی جیسی عظیم نعمت سے نوازا۔ اور ہمارے ملک کا حال سوڈان، افریقہ یا الجیریا جیسا نہیں ہوا بلکہ نہایت ہی امن و آشتی کے ساتھ آزادی تک کے تمام سیاسی مراحل طے ہو گئے ہیں۔

اعلان آزادی پر خداوند کریم اور رہنماؤں کا شکریہ ادا کرنے کے بعد اس عاجز نے ٹانگانیکا کی خوشحالی اور ترقی کے لئے اجتماعی دعا کرائی۔

ٹی پارٹی کے تمام انتظامات بفضلہ تعالیٰ نہایت تسلی بخش تھے خدام الاحمدیہ نے بڑی ہمت اور خوش اسلوبی سے انتظامات کئے۔ اس بابرکت تقریب کے کئی روز بعد تک شہر میں لوگوں کی زبانوں پر اس کا ذکر رہا۔ اس تقریب کی خبر ہمارے اخبارات ایسٹ افریقن ٹائمز اور سواحیلی اخبار کے علاوہ ٹانگانیکا کے سب سے مشہور انگریزی روزنامہ ٹانگانیکا سٹینڈرڈ میں بھی شائع ہوئی۔

ایک اور ٹی پارٹی

ٹانگانیکا کے دو ممتاز سیاسی لیڈر یعنی ٹی۔ اے۔ این۔ یو کے جنرل سیکرٹری محمد صاحب اور ایلڈرز کے صدر سعد ان عبدی کنڈورو صاحب اکٹھے اپنے اصلاحی دورہ پر تشریف لائے ان کے اعزاز میں ہندو مینڈل ٹبورا کے پریذیڈنٹ مسٹر پٹانی نے دعوت چائے کا انتظام کیا۔ پچاس سے زائد افریقن اور ایشین معززین مدعو تھے۔ پارٹی کے خاتمہ پر عاجز نے اسلامی مساوات کی تعلیم پیش کی اور رنگ و نسل کے خلاف تعصب کی مذمت کرتے ہوئے حاضرین کی توجہ خدا تعالیٰ کی قدرتوں کی طرف مبذول کی اور انہیں بتایا کہ خود جسم انسانی میں خداوند حکیم نے کئی رنگ جمع فرما کر اشارہ کر دیا ہے کہ سب رنگ و نسل کے لوگوں کا مل جل کر محبت سے رہنا ضروری ہے اور کسی رنگ سے نفرت بے معنی ہے۔ جس طرح یہ رنگ جسم انسانی کی زینت ہیں۔ اسی طرح سوسائٹی کو بھی ان کی قدر کرنی چاہئیے۔

تبلیغ

جن لوگوں کو خاص طور پر تبلیغ کی گئی ان میں ایک چیف ایک فیلڈ افسر اور ایک معلم مسعودی صاحب خاص طور پر قابل ذکر ہیں اور احمدیت کا سنجیدگی سے مطالعہ کر رہے ہیں۔ تعلیم یافتہ طبقہ کے دوست وقتاً فوقتاً مشن کے دفتر میں تشریف لا کر سوالات پوچھتے، لٹریچر پڑھتے اور کتب مستعار لے جاتے رہے اور اکثر سوال و جواب کا دلچسپ سلسلہ جاری رہتا۔ دوست دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمارے قلوب میں نور دماغوں میں علم اور روشنی زبانوں میں اثر پیدا فرمائے اور سعید پیاسی روحوں کو جلد از جلد احمدیت ...

شکریہ احباب

خاکسار کی اہلیہ محترمہ "صالحہ بیگم صاحبہ" مؤرخہ ۱۵/۱۱/۶۱ کو فوت ہو گئی تھیں۔ وفات کا اعلان ہونے پر اعزا و اقربا (احمدی و غیر احمدی) کے علاوہ بیشتر احباب جماعت و بزرگان سلسلہ میرے اس ہم و غم میں شریک ہوئے۔ تعزیت و ہمدردی پر مشتمل خطوط ان گنت موصول ہوئے ہیں۔ جلسہ سالانہ پر احباب کرام نے مجھے مل کر بھی بکثرت غم و حزن اور ہمدردی کا اظہار فرمایا۔ خاکسار ان سب بھائیوں اور بہنوں کا دلی شکر گذار ہے۔ اللہ کریم ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ خاکسار (شیخ) عبدالرحمٰن۔ کپورتھلوی۔ پریذیڈنٹ جماعت۔ نائب تحصیلدار ریٹائرڈ ڈاکخانہ منڈھی تاندلیانوالہ۔ ضلع لائلپور

جماعت احمدیہ چک $\frac{39}{D-B}$ نے اپنا وعدہ دگنا کر دیا

محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے گذشتہ خطبہ جمعہ میں یہ مبارک تحریک فرمائی تھی کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اس خواہش کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ وقف جدید کے وعدہ جات بارہ لاکھ روپیہ تک پہنچ جائیں ہمیں اس سال اپنے وعدوں کو کم سے کم دوگنا کر دینا چاہئیے۔ مؤرخہ ۱۶/۱/۶۲ کو وقف جدید کے مشاورتی اجلاس میں جب مکرم مولوی صاحب نے اپنی اس تحریک کا اعادہ فرمایا تو مکرم چوہدری علی محمد صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ چک $\frac{39}{D-B}$ ضلع سرگودھا نے (جو حسن اتفاق سے اس مجلس میں بطور مہمان شریک تھے) وہیں اپنی جماعت کے وعدہ کو دوگنا کرنے کی پیشکش فرما دی۔ یہ باقی جماعتوں کے لئے ایک نیک قابل تقلید مثال ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ (ناظم مال وقف جدید)

وعدہ جات چندہ وقف جدید سال پنجم

مندرجہ ذیل جماعتوں نے سال پنجم کے وعدہ جات ارسال فرما دئیے ہیں فجزاھم اللہ احسن الجزاء

(ناظم مال وقف جدید)

بیلا گنبد	لاہور	۲۵۹-۷۰	محمود آباد فارم	۱۴۶-۸۹
گڑھی شاہو	”	۱۳۵-۵۰	شیخوپورہ شہر	۷۲۱-۷۵
بھاٹی گیٹ	”	۴۸۷-۰۵	ماموں کانجن	۷۸-۰
ماڈل ٹاؤن	”	۹۹-۴۴	اوکاڑہ	۶۴۶-۰
وحدت کالونی	”	۱۱۳-۶۲	گجرات	۴۴۶-۳۷
گنج مغلپورہ	”	۷۲۸-۳۲	رہبر جی	۴۷-۹۹
شاہدرہ	”	۶۷-۳۷	دارالبرکات - ربوہ	۲۵۶-۳۲
سلطان پورہ	”	۳۷۱-۳۷	مظفرگڑھ شہر	۱۱۰-۴۴
سنت نگر	”	۶۷۶-۵۹	چنیوٹ	۱۴۵-۶۲
مصری شاہ	”	۳۳۷-۵۵	چک ۲۹۵ لائلپور	۱۱۴-۰۰
سول لائن	”	۹۱۶-۸۲	کاچھیلو تھرپارکر	۱۵۱-۱۲
پرانی انارکلی	”	۴۵۲-۰۰	میرپور خاص	۱۹۰-۷۵
محمد نگر	”	۱۳۴۷-۱۲	علی پور گھلواں مظفرگڑھ	۲۲۸-۰۰
ظفروال - ضلع سیالکوٹ		۴۰-۲۵	محمد آباد اسٹیٹ	۲۹۴-۲۵
سید لال شاہ صاحب امیر جماعت			چک ۲۴۵ منٹگمری	۶۹-۲۵
[illegible]		۴۵۵-۳۰	باب الابواب - ربوہ	۲۴-۷۴
جماعت قصور		۵۲۹-۰۰	خوشاب	۱۵۴-۰۰
دارالرحمت غربی قسط دوم		۳۸۸-۸۶	ڈیرہ غازیخان	۱۰۶-۶۰
سوکہ کلاں - گجرات		۴۴-۱۲	چیچہ وطنی - منٹگمری	۵۲-۸۰
کیمل پور شہر		۸۹-۱۲	ٹنڈو غلام علی	
گگھو منڈی		۱۲۹-۶۲	سندھ	۱۹-۵۰

خانہ خدا کی تعمیر کے لئے کم از کم ڈیڑھ صد روپیہ ادا فرمانے والے مخلصین

فہرست نمبر ۵۶

ذیل میں ان مخلصین کے اسمائے گرامی تحریر کئے جاتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے مسجد احمدیہ فرینکفورٹ (جرمنی) کی تعمیر کے لئے کم از کم ڈیڑھ صد روپیہ تحریک جدید کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرۃ

۷۱۴ - طلباء تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ بذریعہ مکرم میاں محمد ابراہیم صاحب ہیڈ ماسٹر ۱۵۰-۰۰

۸۱۴ - مکرم چوہدری بہاول شیر صاحب حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ ۲۰۰-۰۰

۹۱۴ - محترمہ نور بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری فضل داد صاحب سماعیلہ ضلع گجرات ۱۵۰-۰۰

۲۰۴ - مکرم چوہدری نواب الدین صاحب چک ۲۱۹ R.B ضلع لائلپور ۱۵۰-۰۰

۲۱۴ - مکرم حکیم محمد نذیر صاحب منٹگمری ضلع شاہ پور ۱۵۰-۰۰

۲۲۴ - ” چوہدری عبدالعزیز خانصاحب اوکاڑہ ضلع منٹگمری ۱۵۰-۰۰

۲۳۴ - لجنہ اماء اللہ حلقہ مسجد احمدیہ کوئٹہ بلوچستان ۱۵۰-۰۰

۲۴۴ - مکرم حسن محمد خانصاحب عارف نائب وکیل التبشیر تحریک جدید ربوہ ۱۵۰-۰۰

(وکیل المال اوّل تحریک جدید ربوہ)

---

۴ - جمعدار محمد یوسف صاحب چوٹالہ - ضلع جہلم	۶-۳۷
شیخ عبدالرحمٰن صاحب نائب تحصیلدار ٹانڈیانوالہ	۷-۵۰
” ” منجانب اہلیہ صاحبہ مرحومہ	۸-۵۰
” ” ” امۃ الکریم بیگم صاحبہ بنت	۷-۵۰
” ” ” عبدالحی خانصاحب پسر	۸-۰۰
پروفیسر رفیق احمد صاحب ثاقب دارالرحمت وسطی	۶-۰۰
” ” منجانب اہلیہ صاحبہ ”	۶-۰۰
” ” ” منور احمد صاحب پسر ”	۶-۰۰
چوہدری سلطان احمد صاحب بسرا ”	۶-۰۰
مکرم ملک عبدالرحمٰن صاحب رئیس قصور	۱۰۰-۰۰

سلسلہ کی ضروریات کے پیش نظر وعدہ کیساتھ ہی نقد ادائیگی کرنیوالے مخلصین

مکرم بابو عبدالکریم صاحب سیکرٹری تحریک جدید جماعت احمدیہ گوجرانوالہ شہر اپنے خط مورخہ ۲۲-۱-۶۲ میں اطلاع دیتے ہیں کہ مندرجہ ذیل احباب نے اپنے وعدہ جات سال ۲۸/۱۸ سو فیصدی ادا کر دیے ہیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء جملہ احباب جماعت کی خدمت میں ان کے لئے دعا کی درخواست ہے —

		سکینہ بی بی اہلیہ صوبیدار فضل الٰہی صاحب	۱۶-۸
میاں محمد شریف صاحب	۸۳-۰۰	بابو اقبال محمد خانصاحب	۶۷-۰۰
منجانب محمد عبداللہ صاحب مرحوم	۶-۴	اہلیہ صاحبہ ” ” ”	۱۲-۰۰
محمد حنیف پسر	۶-۴	چوہدری بشیر احمد - ۵ - R - L - A	۱۲۰-۰۰
بشریٰ ربانی دختر	۵-۸	چوہدری بشیر محمد صاحب	۱۱۳-۰۰
امۃ اللہ بیگم صاحبہ ہمشیرہ	۶-۴	تنویر احمد صاحب	۱۲-۰۰
بیگم بی بی صاحبہ والدہ	۹-۱۲	محمد عبداللہ صاحب ٹیلر	۸-۸
محمودہ بیگم صاحبہ اہلیہ	۸-۴	بابو اقبال محمد صاحب از والدین و	۵-۲ } ۱۰-۴
صوبیدار فضل الٰہی صاحب	۱۶-۸	اہلیہ صاحبہ	۵-۲

(وکیل المال اوّل)

نقد ادائیگی چندہ وقف جدید - سال پنجم

مندرجہ ذیل احباب کرام نے وعدہ کے ساتھ ہی چندہ ادا کر دیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اجر عظیم عطا کرے۔ اور دینی و دنیاوی انعامات سے مالا مال کرے۔ آمین۔

۱۔ مکرم مولانا جلال الدین صاحب (گزشتہ سال سے ڈبل) معہ اہل و عیال	۳۶-۰۰
۲۔ ” قاضی محمد عبداللہ صاحب معہ اہلیہ صاحبہ	۱۳-۰۰
۳۔ ” حکیم بشیر احمد صاحب معہ اہلیہ صاحبہ۔ انسپکٹر بیت المال	۱۳-۰۰
۴۔ ” ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب معہ اہلیہ صاحبہ	۱۲-۰۰
۵۔ ” سردار احمد صاحب قیصرانی منجانب اہلیہ صاحبہ امیر خان صاحب	۱۵-۰۰
۶۔ ” چوہدری مختار احمد صاحب گوکھووال	۶-۲۵
۷۔ ” کریم بخش صاحب چک ۱۵۴ مظفرگڑھ	۶-۰۰
۸۔ ” چوہدری محمد بوٹا صاحب ٹانگہ والا۔ دارالنصر ربوہ	۶-۲۵
۹۔ ” حکیم علی احمد صاحب معلم وقف جدید	۶-۳۷
۱۰۔ ” قریشی محمد مطیع اللہ صاحب سیالکوٹ	۲۰-۰۰
۱۱۔ محترمہ فضیلت بی بی صاحبہ اہلیہ میاں چراغ الدین دارالرحمت وسطی	۶-۳۱
۱۲۔ مکرم محب اللہ صاحب بجاب بھات گاؤں مشرقی پاکستان	۲۱-۰۰
۱۳۔ ” چوہدری عبدالعزیز صاحب خدمت خلق (پچھلے سال سے ڈبل)	۱۲-۵۰
۱۴۔ ” ” مشتاق احمد صاحب باجوہ	۱۰-۰۰
۱۵۔ بیگم صاحبہ ” ”	۱۰-۰۰
۱۶۔ ” یحییٰ احسن صاحب باجوہ	۷-۰۰
۱۷۔ ” مولوی عبدالکریم صاحب خوشاب	۶-۲۵
۱۸۔ محترمہ خدیجہ بیگم صاحبہ اہلیہ ” ”	۶-۲۵
۱۹۔ عبدالرشید صاحب پسر ” ”	۱۰-۰۰
۲۰۔ عبدالحمید خانصاحب ”	۶-۰۵
۲۱۔ حامدہ بیگم صاحبہ دختر ”	۶-۰۰
۲۲۔ غلام عائشہ صاحبہ ” ”	۶-۲۵
۲۳۔ عبدالعزیز خان ابن ”	۶-۰۰
۲۴۔ عبدالستار۔ عبدالغفار۔ نصرت ابنائے مولوی عبدالکریم صاحب	۶-۰۰
۲۵۔ محترمہ بھاگ بھری صاحبہ زوجہ عبدالرحیم صاحب خوشاب	۶-۰۰
۲۶۔ میاں اللہ دتہ صاحب ”	۷-۰۰
۲۷۔ خان عبدالرحیم صاحب ”	۶-۰۰
۲۸۔ ڈاکٹر دین محمد صاحب گوکل ٹلوٹیاں کلاں۔ ضلع سیالکوٹ	۶-۰۰
۲۹ محمد حفیظ صاحب ابن ”	۶-۰۰

۲

شیخ محمد احمد صاحب پانی پتی کی المناک وفات

(بقیہ صفحہ ۴)

سچ بات یہ ہے کہ ایک لائق مترجم کی حیثیت سے انہوں نے وہ شہرت حاصل کی کہ لاہور کے اشاعتی ادارے ان کے تراجم چھاپنے میں فخر محسوس کرنے لگے اور کسی کتاب پر بطور مترجم ان کا نام اس بات کی ضمانت شمار ہونے لگا کہ ترجمہ بہر طور معیاری اور مستند ہے۔ ان کی مترجمہ شائع شدہ بیسیوں کتابوں میں سے بعض کے نام یہ ہیں:۔ نبی امی۔ عہد نبوی کی اسلامی سیاست۔ خلفائے محمدؐ۔ ابوبکرؓ۔ خدیجہؓ۔ عائشہؓ۔ الزہراؓ۔ الحسینؓ۔ خالد سیف اللہؓ۔ عمرو بن العاصؓ۔ الفاروق اعظمؓ۔ اسلام کا نظام عدل۔ آل محمدؐ کربلا میں۔ علیؓ اور عائشہؓ۔ جغرافیہ تاریخ اسلام۔ سلطان محمد فاتح۔ وغیرہ وغیرہ۔

علمی دسترس اور تالیفی صلاحیت

پھر شیخ محمد احمد پانی پتی ایک لائق مترجم ہی نہ تھے بلکہ تاریخ اسلام اور دیگر اسلامی علوم پر بھی انہیں دسترس حاصل تھی اور ترجمہ کے ساتھ ساتھ تالیف و تصنیف کا بھی خوب سلیقہ تھا۔ اس کا واضح اور بیّن ثبوت وہ قیمتی حواشی ہیں جو ان کے تراجم میں جابجا ملتے ہیں۔ انہوں نے عربی کتب کا صرف ترجمہ ہی نہیں کیا بلکہ جہاں کہیں انہیں محسوس ہوا کہ مصنف نے واقعات سے نتائج اخذ کرنے یا کسی مسئلہ کے بیان کرنے میں لغزش کھائی ہے یا بات کو پورے طور پر واضح نہیں کیا ہے انہوں نے حاشیہ میں اس لغزش پر اسے ٹوکا ہے یا اگر الجھاؤ ہے تو اسے دور کر کے مسئلہ کو بڑی عمدگی سے واضح کیا ہے اس بارہ میں وہ مصنف کی شخصیت سے کبھی مرعوب نہیں ہوئے بڑے سے بڑے مصنف کی لغزش بھی ان کے احتساب سے نہ بچ سکی ہر غلطی کی اصلاح کو انہوں نے ہمیشہ اپنا فرض سمجھا اور جہاں بھی ضرورت محسوس ہوئی حاشیہ درج کر کے صحیح نقطۂ نظر پیش کرنے میں تامل سے کام نہیں لیا۔ ان کے تحریر کردہ حواشی اور بعض مقامات پر وضاحتی مقالے ان کی علمیت، مطالعہ کی وسعت اور تالیفی و تصنیفی صلاحیت پر دال ہیں چنانچہ تبصرہ نگاروں اور نقادوں نے ان کی غیر معمولی صلاحیتوں کو بھی کچھ کم نہیں سراہا۔ ذیل میں اس کی بھی دو ایک مثالیں درج کی جاتی ہیں۔

مصر کے نامور مؤرخ ادیب اور صحافی ڈاکٹر محمد حسین ہیکل مرحوم سابق وزیر تعلیم مصر کی تصنیف "ابوبکرؓ" پر تبصرہ کرتے ہوئے ماہنامہ "طلوع اسلام" نے محمد احمد صاحب پانی پتی کو نہایت عمدہ اور مثالی ترجمہ پیش کرنے پر مبارکباد دینے کے بعد لکھا:۔

"جہاں تک اصل کتاب کا تعلق ہے ہمیں افسوس ہے کہ ہیکل صاحب نے اس میں ندرت فکر اور تحقیق و کاوش کا کوئی عمدہ نمونہ پیش نہیں کیا۔ مثلاً جمع قرآن کا باب ہم نے از اوّل تا آخر پڑھا تاکہ معلوم کر سکیں کہ ہمارے عہد کے اس مصری مفکر نے اس باب میں اپنی تحقیقات کے کیا نتائج پیش کئے ہیں مگر ہمیں اس باب کو پڑھ کر حد درجہ مایوسی ہوئی خصوصاً اس وجہ سے کہ ہمارے ہاں یہ جو عام طور پر کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلعم قرآن کریم کو یونہی منتشر حالت میں چھوڑ گئے تھے اور یہ عہد صدیقؓ میں جمع ہوا تو ہیکل صاحب اس سے مطمئن نظر نہیں آتے مگر ساتھ ہی نہ وہ اس غلط خیال کی تردید کی جرأت اپنے اندر پاتے ہیں اور نہ ہی تحقیق و کاوش سے اس کا کوئی قابل قبول حل متعین کر سکے ہیں۔ سارا باب پڑھ جانے کے باوجود بھی قاری کچھ طے نہیں کر پاتا کہ بات کیا تھی اور اس کے متعلق ہیکل صاحب کا خود اپنا رجحان ظاہر کیا ہے مصنف سے تو مترجم زیادہ صاحب بصیرت ہیں جنہوں نے اپنے حاشیہ میں اس کی وضاحت کر دی ہے کہ قرآن خود رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں اسی شکل میں مدون و مرتب ہو چکا تھا جس شکل میں وہ ہمارے پاس موجود ہے۔ ہمیں یہ حاشیہ دیکھ کر خوشی ہوئی"۔ (طلوع اسلام جولائی سنہ ۱۹۵۷ء)

اسی طرح عمر ابوالنصر کی کتاب "خلفائے محمدؐ" پر تبصرہ کرتے ہوئے سابق جماعت اسلامی کے ترجمان روزنامہ "تسنیم" لاہور نے اس کے اردو ترجمہ کی بے حد تعریف کرنے کے علاوہ مترجم کے تحریر کردہ بیش قیمت حواشی کا بھی خاص طور پر ذکر کیا اور اس بارہ میں لکھا:۔

"فاضل مصنف (عمر ابوالنصر) نے قدیم و جدید ماخذوں سے غلط اور صحیح روایات کو لے کر اس کتاب کا تانا بانا بن دیا ہے۔ خصوصاً حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے سوانح میں تو مستشرقین کے طرز تحقیق اور اسلوب روایات کو جوں کا توں قبول کیا ہے مترجم (شیخ محمد احمد پانی پتی) کو جابجا حاشیہ میں ان روایات کی تغلیط کرنی پڑی ہے اور صحیح واقعات کو پیش کرنا پڑا ہے۔ حضرت عثمانؓ کے حالات جس حصہ میں بیان کئے گئے ہیں اس میں تو مترجم کو پورے اٹھارہ صفحات کا پیش لفظ لکھنا پڑا ہے جس میں واقعات کے حقیقی خدوخال پیش کئے گئے ہیں"

(تسنیم یکم جون سنہ ۱۹۵۶ء)

اسی طرح ہفت روزہ "چٹان" لاہور نے عمر ابوالنصر کی ایک اور کتاب "ہارونؒ" کے ترجمہ پر تبصرہ کرتے ہوئے مترجم کی تالیفی صلاحیتوں اور محنت کا ان الفاظ میں ذکر کیا:

"مترجم نے اصل کتاب پر بعض ایک مفید اضافے بھی کئے ہیں۔ مثلاً کہیں کہیں واقعات کی مزید تشریح کی ہے۔ اصل کتاب میں واقعات سن عیسوی کے اعتبار سے دئے گئے ہیں۔ مترجم نے ان کے بالمقابل سن ہجری بھی لکھ دیا ہے تاکہ واقعات اسلامی تاریخوں کے مطابق ہو جائیں"۔

(چٹان ۲۰ فروری سنہ ۱۹۵۶ء)

اسی طرح ہفت روزہ "حمایت اسلام" لاہور نے اس ضمن میں لکھا:۔

"مترجم نے ابتدائے کتاب میں مسلمانوں کی تاریخی خدمات، ان کی تاریخ نویسی کے محاسن و معائب، یورپ کے طرز تحریر اور تاریخ نویسی کا مسلمان مؤرخین پر اثر اور پھر عمر ابوالنصر کے انداز نگارش پر بہت خوبصورتی سے روشنی ڈالی ہے"۔

(حمایت اسلام ۱۰ نومبر سنہ ۱۹۵۵ء)

یہ چند اقتباسات ہی اس حقیقت کو واضح کرنے کے لئے کافی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محمد احمد صاحب پانی پتی کو ترجمے کے ساتھ ساتھ تالیف و تصنیف میں بھی مہارت عطا کی تھی وہ ایک اچھے اور لائق مترجم ہی نہ تھے بلکہ ایک کامیاب مؤلف بھی تھے نیز اسلامی تاریخ اور مسائل و نظریات کے متعلق ان کا علم بہت وسیع تھا۔ جس سے قوم کو فائدہ پہنچانے میں انہوں نے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ ان کی انتہائی قابل قدر مساعی کے نتیجے میں نہ صرف یہ کہ اسلامی تاریخ اور سوانح پر مشتمل جدید عربی لٹریچر کا ایک بڑا حصہ اردو میں منتقل ہوا ہے۔ بلکہ اکثر و بیشتر ایسے قیمتی اور گرانقدر حواشی کے ساتھ منتقل ہوا ہے۔ جن میں بڑی عمدگی اور خوبی کے ساتھ بعض غلط واقعات، غلط نتائج اور غلط نظریات کی تردید کر کے قاری کے فکر و نظر کو صحیح زاویہ پر قائم کرنے کی بہت کامیاب کوشش کی گئی ہے۔ شیخ محمد احمد صاحب پانی پتی مرحوم کی یہی وہ زبردست قومی خدمت ہے جو ان کی ملک گیر شہرت کا باعث بنی اور تمام علمی اور ادبی حلقوں نے انہیں کھلے دل سے خراج تحسین پیش کیا۔

ان بیش قیمت حواشی اور توضیحی مقالہ جات کے علاوہ انہوں نے بعض کتابیں بھی تالیف کیں جو تالیف کے میدان میں ان کی فنی صلاحیتوں ندرت فکر اور تحقیق و کاوش کی آئینہ دار ہیں۔ ان میں سے "غلامان محمدؐ" اور "اساس اسلام" کو خاص اہمیت حاصل ہے "غلامان محمدؐ" آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ایسے ۲۱۵ صحابہؓ کے ایمان افروز حالات پر مشتمل ہے جو پہلے غلام کہلاتے تھے۔ لیکن آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں وہ سرفرازی عطا فرمائی کہ آج کروڑوں کروڑ افراد انہیں اپنا مخدوم تسلیم کرتے ہیں فخر محسوس کرتے ہیں اور قیامت تک تسلیم کرتے چلے جائیں گے۔ "اساس اسلام" میں اسلام کی بنیادی حقیقتوں اور صداقتوں کو عام فہم انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ مرحوم نے یہ کتاب ایف اے کے طلبہ کے لئے تالیف کی تھی۔ علاوہ ازیں انہوں نے متعدد عربی کتب کے تراجم تالیفات اور بیش قیمت مضامین کے مسودے اپنے پیچھے چھوڑے ہیں جو اب ان کی وفات کے بعد ان کی یادگار کے طور پر شائع ہوں گے۔

الغرض مرحوم نے چھوٹی عمر کے باوجود تراجم اور تالیفات کی شکل میں قابل قدر اسلامی لٹریچر کا ایک قیمتی ذخیرہ اپنی یادگار چھوڑا ہے جس سے نسلاً بعد نسلٍ لوگ استفادہ کرتے چلے جائیں گے اور اس طرح مرحوم کا نام زندہ رہے گا۔ جامعہ احمدیہ ربوہ لائق صد مبارکباد ہے کہ جس نے قوم و ملک کو ایک ایسا لائق فرزند عطا کیا کہ جس نے عربی کتب کے تراجم اور تالیف و تصنیف کے میدان میں قوم کی گرانقدر خدمت سرانجام دی۔ محمد احمد قوم و ملک کے لئے فخر کا موجب تھا۔ اس کی بے وقت اور المناک وفات بلاشبہ ایک قومی نقصان کی حیثیت رکھتی ہے۔

مقصد زندگی
و
احکام ربانی
اسّی صفحہ کا رسالہ
کارڈ آنے پر۔ مفت
عبداللہ الہ دین
سکندرآباد۔ دکن

فضل عمر اوپن بیڈمنٹن ٹورنامنٹ (بقیہ صفحہ اول)

سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا مجھ سے خواہش کی گئی ہے کہ میں اس ٹورنامنٹ کے افتتاح کا اعلان کروں۔ میں افتتاح کا اعلان کرنے سے قبل ایک دو باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ آپ نے ایسے مواقع پر اس قسم کی نصائح سنی ہوں گی کہ پڑھنے یا اور کوئی ٹھوس کام کرنے کے ساتھ ساتھ کھیلیں بھی ضروری ہیں کیونکہ کھیلیں صحت کو برقرار رکھنے میں بہت اہم پارٹ ادا کرتی ہیں وغیرہ وغیرہ یہ سب نصائح اپنی جگہ ضروری ہیں۔ میں بھی اس تعلق میں نصیحت کے طور پر ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔ میں نے اس قسم کے ٹورنامنٹس میں ایک کمی محسوس کی ہے اور اس کمی کی طرف ہی توجہ دلانا اس وقت میرے پیش نظر ہے۔ میرا تجربہ یہ ہے کہ عام طور پر ایسے ٹورنامنٹس میں نماز باجماعت کے خصوصی التزام کی وہ صورت قائم نہیں رہتی جس کا اسلام تقاضہ کرتا ہے۔ یہ درست نہیں ہے۔ ہمارا جو سوشل طریق ہے اور جو لازماً اسلام پر مبنی ہے اس میں باجماعت نماز کا التزام میخ کی طرح گڑا ہوا ہونا چاہیئے۔ اس التزام میں اتنا شغف ضروری ہے کہ خواہ کچھ ہو اس میں فرق نہ پڑنے دیا جائے

اور اگر نماز باجماعت کے التزام میں فرق واقع ہوتا ہے تو پھر میں کہوں گا کہ ایسے کھیل کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ یہ اپنے بعض فوائد کے باوجود ایسی صورت میں ہمارے لئے الٹا نقصان دہ ثابت ہوگا۔ پس پہلی بات تو میں یہ کہنی چاہتا ہوں کہ اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ نماز کے وقت میں قطعاً کوئی گیم نہ ہو۔ اس سے میری مراد صرف یہ نہیں ہے کہ نماز کے اوقات میں کھیل بند رہے بلکہ یہ ہے کہ سب لوگ یعنی کھلاڑی بھی اور کھیل دیکھنے کا شوق رکھنے والے بھی نماز کے اوقات میں باقاعدہ نماز ادا کریں۔ اور باجماعت ادا کریں۔

آپ نے فرمایا دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہاں ربوہ میں ہم تالی نہیں بجاتے ہم ایسے عورتوں کا فعل سمجھتے ہیں کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق ایسا ہی فرمایا ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ ہم اچھے کھیل کی قدر نہیں کرتے۔ اچھے کھیل پر ہم خوش بھی ہوتے ہیں اور داد بھی دیتے ہیں لیکن ہاتھ نہیں پیٹتے۔ تالی بجانا گناہ نہیں ہے لیکن ہمارے نزدیک اسلامی آداب کے خلاف ضرور ہے۔ اس لئے ہم اس سے اجتناب کرتے ہیں۔ اس خیال سے کہ شاید باہر سے تشریف لانے والے کھلاڑی حضرات کو یہ طریق کسی قدر عجیب معلوم ہو میں نے ضروری سمجھا کہ اس کی وضاحت کر دوں — ان چند الفاظ کے بعد میں باہر سے تشریف لانے والے جملہ مہمان کھلاڑیوں کو خوش آمدید کہتا ہوں اور ٹورنامنٹ کے افتتاح کا اعلان کرتا ہوں۔

آپ کے اس اعلان کے فوراً بعد ٹورنامنٹ کے پہلے میچ کے کھلاڑی کورٹ میں آ گئے اور آپ نے اپنے ہاتھ سے "شٹل کاک" ان کی طرف پھینک کر انہیں کھیل شروع کرنے کی اجازت دی۔

اس کے بعد نمازوں کے وقفہ کے سوا دس بجے رات تک سترہ میچ کھیلے گئے۔ دس سنگل میں اور سات ڈبل میں۔

حفاظتی کونسل آج سہ پہر کشمیر کے مسئلہ پر غور کرے گی

کونسل کا اجلاس ٹیکنیکل وجہ کی بناء پر کل نہیں ہو سکا تھا

نیویارک یکم فروری۔ سرکاری طور پر بتایا گیا ہے کہ کشمیر کے مسئلہ پر بھارت کے خلاف پاکستان کی شکایت پر غور کرنے کے لئے حفاظتی کونسل کا اجلاس آج بروز جمعرات سہ پہر کو منعقد ہوگا کل یہ اجلاس ٹیکنیکل وجوہ کی بناء پر نہیں ہو سکا۔ اجلاس کی صدارت امریکی مندوب اڈلائی سٹیونسن کریں گے۔

ایسوسی ایٹڈ پریس کے خاص نامہ نگار نے نیویارک سے اطلاع دی ہے کہ گھانا اور متحدہ عرب جمہوریہ "کشمیر کے مسئلہ" پر حفاظتی کونسل کا اجلاس فوراً بلانے کے بارے میں پاکستان اور بھارت کے اختلافات ختم کرانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ (بھارت اب بھی اپنے عام انتخابات سے پہلے حفاظتی کونسل کا اجلاس بلانے کے خلاف ہے) گھانا اور متحدہ عرب جمہوریہ کے نمائندوں نے پہلے تو آپس میں صلاح مشورہ کیا پھر انہوں نے بھارت اور پاکستان کے مندوبین سے ملاقات کر کے یہ کوشش کی کہ حفاظتی کونسل کا اجلاس فوراً بلانے کے لئے پاکستان کی درخواست اور بھارت کی طرف سے اس درخواست کی مخالفت سے پیدا شدہ اختلاف ختم کرایا جائے۔ حفاظتی کونسل کے دوسرے ارکان تنازعہ کے متعلق اپنی حکومتوں کا موقف بتانے سے پس و پیش کر رہے ہیں۔ ان کے رویہ کا دارومدار حفاظتی کونسل میں پیش ہونے والی تجاویز پر ہوگا۔

آل ربوہ والی بال ٹورنامنٹ

مجلس خدام الاحمدیہ حلقہ غلہ منڈی دارالرحمت غربی کے زیر اہتمام آج مورخہ یکم فروری بعد نماز عصر والی بال کے میچز شروع ہو رہے ہیں شائقین حضرات سے شمولیت کی درخواست ہے۔

(سیکرٹری ٹورنامنٹ)

درخواست دعا

میری خالہ امۃ السلام صاحبہ اہلیہ ماسٹر سعد اللہ خان صاحب ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کا پتے کا اپریشن دو تین روز تک ملتان میں ہونے والا ہے۔ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام درویشان قادیان و تمام احباب و بزرگان جماعت سے اپریشن کی کامیابی و صحتِ کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(بشارت الرحمن پروفیسر تعلیم الاسلام کالج ربوہ)

ضروری تصحیح

الفضل کے ۳۱ جنوری کے پرچہ میں حکیم نظام جان کے اشتہار میں بچوں کی چونڈی کی قیمت سہو کتابت سے بارہ روپے غلط چھپ گئی ہے اس کی اصل قیمت بارہ آنے یعنی ۷۵ نئے پیسے فی شیشی ہے۔ (مینیجر الفضل)

اعلان

گورنمنٹ کے حکم کے مطابق بسوں کے تمام اڈے لاہور شہر سے منتقل ہو کر بادامی باغ مورخہ ۶۲/۱/۸ سے چلے گئے ہیں سرگودھا کے لئے سٹینڈ نمبر ۶ مقرر ہوا ہے۔ یہ سٹینڈ تمام کمپنیوں کا برائے سرگودھا مشترکہ ہے۔ طارق ٹرانسپورٹ کمپنی کے ٹائم مندرجہ ذیل ہوں گے۔ دوست ان اوقات کا خیال رکھ کر وقت پر تشریف لاویں۔

۱۔	پہلا ٹائم	۳/۵۰ صبح
۲۔	دوسرا "	۷/۵۰ "
۳۔	تیسرا "	۱۱/۲۵ "
۴۔	چوتھا "	۲/۳۰ بعد دوپہر
۵۔	پانچواں "	۴/۱۵ "
۶۔	آخری ٹائم	۷/۰ رات

(جنرل مینیجر طارق ٹرانسپورٹ کمپنی)

فرحت علی جیولرز
فون نمبر ۲۶۲۳　۳۹ کمرشل بلڈنگ دی مال لاہور

ہمدرد نسواں (مجرب اٹھرا) مرض اٹھرا کی بے نظیر دواء۔ قیمت مکمل کورس انیس روپے ۱۹ دواخانہ خدمت خلق رجسٹرڈ ربوہ